

# امامت اور حج کا تعلق

<?xml encoding="UTF-8">

بسم الله الرحمن الرحيم

## امامت اور حج کا تعلق

امامت اور ولایت سے جن امور کا بہت گہرا اور مضبوط تعلق ہے ان میں سے ایک "حج" ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جسکا انفرادی، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور بہت سی جہتوں سے ابتدا آفرینش سے گزشتہ امتوں میں امامت اور رہبری سے تعلق رہا ہے اور آخری امام و حجت خدا (ع) کے ظہور تک اس سے گہرا تعلق رہے گا۔

عبادتوں میں سے شاید کوئی ایسی جامع عبادت نہیں مل سکتی ہے جو حج کی طرح امامت اور رہبری سے اس حد تک وابستہ ہو۔

سر زمین وحی اور حرم خدا کے چپے چپے اور حج کے معارف و منا سک (اعمال) کے اندر امامت کو واضح اور روشن طور پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

اس مقالہ میں یہ کو شش کی گئی ہے کہ اس گہرے پیوند اور رابطے کی ایک جھلک اور جلوہ نمایاں ہو جائے تاکہ اس کے مختلف اثرات اور برکات پر نظر رہے اور اس رابطے کے نہ ہونے سے حاصل ہونے والے عواقب اور نقصانات سے غافل نہ رہیں۔

## امامت اور تعمیر کعبہ

خلیل خدا حضرت ابراہیم (ع) اور انکے فرزند حضرت اسماعیل (ع) کے ہاتھوں کعبہ کو خدا کے گھر اور اسکی عبادت گاہ کے طور پر تعمیر کیا گیا۔ حضرت ابراہیم (ع) جو کہ اولو العزم پیامبران میں سے تھے۔ انکو مقام نبوت پرفائز ہونے کے بعد اس سے بڑے مقام و منزلت (امامت) تک پہنچنے کیلئے بہت سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑا قرآن کریم واضح طور پر اس کے بارے میں گفتگو کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔ (4)**

مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے کن امتحانات میں کامیابی حاصل کر کے مقام امامت کو حاصل کیا۔ ہر ایک کی دلیل معصومین علیہم السلام کی مختلف روایات ہیں۔ بعض روایات میں حضرت ابراہیم (ع) کو بڑھاپے میں حضرت اسماعیل کی ولادت ہو نا، انکی مادر گرامی حضرت ہاجرہ کا حجاز کی آب و علف سے خالی خشک سرزمین کی طرف لے جانا اور آخر میں حضرت اسماعیل (ع) کو جوانی میں ذبح کرنے کی ما موریت کو آیت مذکورہ میں موجود (کلمات) اور امتحانات کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ (2) بعض دوسری روایات میں بھی حضرت

اسماعیل(ع) کے ذبح کرنے کے واقعہ کو (۳) اور بعض روایات میں خانہ کعبہ تعمیر کرنے کی ماموریت اور حج کے اعمال بجالانے کو ان امتحانات کے عنوان کے طور پر بیان کیا گیا ہے جن کا حضرت ابراہیمؑ کو سامنا کرنا پڑا۔ (۴)

بہر حال روایات اور مفسرین کے نظریات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ امتحانات جن میں کامیابی کی وجہ سے آپ(ع) مقام امامت کے لائق و حامل قرار پائے ان کا براہ راست خانہ خدا اور حج سے تعلق ہے وہ امتحانات یہ ہیں۔ آپؑ کا اپنی زوجہ محترمہ اور فرزند کو سرزمین حجاز کی طرف لے جانا اور اس سرزمین کو آب زمزم کے چشمہ کے ذریعہ آباد کرنا اور لوگوں کا وہاں جمع ہونا اور خدا کے بندوں کے لیے عبادت کا ایک مرکز تیار کرنا اور حج کے اعمال بجالانا جن میں سے ایک اپنے فرزند کو منیٰ کی قربان گاہ میں قربانی کے لیے لے جانا ہے۔ مختصراً یوں کہا جاسکتا ہے کہ حج کی بنیاد رکھنے کے عمل نے حضرت ابراہیم(ع) کو امامت کے لائق بنادیا۔ پس حج ایک ایسی حقیقت تھی کہ خلیل خدا حضرت ابراہیم(ع) نے اس کی بنیاد رکھی اسی کے ذریعے سے آپؑ مقام امامت حاصل کرسکے۔

یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسی عظیم شخصیت کے ہاتھوں اس کیفیت کے ساتھ حج کی بنیاد رکھنے سے حج اور امامت میگزہرے رابطے کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا ہے؟ اور بہت سے رموز اور اسرار موجود ہونے کی گواہی موجود نہیں ہے؟ البتہ بعض روایتوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت ابراہیم(ع) کو امامت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد اپنے فرزند کو قربان کرنے کا حکم ہوا ہے۔ ایسی قربانی تو امامت کے عہدہ دار کے علاوہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی۔

حضرت امام جعفر صادق(ع) فرماتے ہیں حضرت ابراہیم(ع) نے جب اعمال حج انجام دینے کے بعد منیٰ میں تشریف لائے اور انہی اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم ہوا تو اپنے فرزند کو ساتھ لے جا رہے تھے راستے میں ایک بوڑھے شخص سے ملے اس نے پوچھا اے ابراہیمؑ اس بچے کو کیا کرنا چاہتے ہو؟ آپ(ع) نے فرمایا: اسے ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے عرض کیا: سبحان اللہ ایک ایسے بچے کو ذبح کرنا چاہتے ہو جو ایک لحظہ بھی خدا کی معصیت کا مرتکب نہیں ہوا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: خدا نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ اس نے عرض کیا آپؑ کا پروردگار اس کام سے روکتا ہے اور شیطان تجھے اس کام کا حکم کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، خدا نے مجھے اس مقام تک پہنچا یا ہے اور مجھے اس کا حکم دیا ہے اور اس بات کو میری کانوں میں ڈال دیا ہے۔ اس نے عرض کیا خدا کی قسم شیطان کے علاوہ کوئی تجھے اس کام کا حکم نہیں دے رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم تجھ سے بات نہیں کروں گا۔ اس کے بعد آپؑ نے اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اس بوڑھے نے کہا۔ اے ابراہیم(ع) تو امام ہے لوگ تیری پیروی کرتے ہیں۔ اگر تو نے اس کی قربانی کی تو لوگ بھی اپنے بیٹوں کو بھی قربانی کریں گے۔ حضرت ابراہیم(ع) نے اس سے بات نہیں کی اور اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے، ان سے ان کی قربانی کے بارے میں مشورہ کیا، جب دونوں پروردگار کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہو گئے تو بیٹے نے کہا: میرے چہرے کو چھپا ئیں اور ہاتھوں کو باندھیں۔ (۵)

## امامت اور قرآن

حضرت ابراہیم(ع) کو مشکل امتحانات مثال کے طور پر اپنے فرزند کو ذبح کرنا، سے گزرنے کے بعد ملنے والی امامت کا کیا معنی و مفہوم بنتا ہے؟ تو جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ امام کے دو معنی تصور ہو سکتے ہیں۔

(ا) امام وہ ہے جو اپنے کردار اور گفتار میں دوسروں کے لیئے نمونہ عمل ہو۔ اور لوگ زندگی کے تمام امور میں اسکی اقتداء و پیروی کریں۔ کعبہ اور حج کی بنیاد رکھنے کے بعد حضرت ابراہیمؑ (ع) کا ایسے مقام تک پہنچنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپؐ سے لئے جانے والے نمونوں میں سے واضح و روشن ترین نمونہ حج ہے اور ضروری ہے کہ حج کے مناسک و اعمال میں آپؐ کی پیروی کی جائے۔

حج میں یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنی تمام وابستگیوں سے ہاتھ اٹھا لیں اور اپنی ہستی اور وجود کو اپنے حقیقی محبوب کے سپرد کریں۔ اگرچہ وابستگی اپنے عزیز فرزند سے کیوں نہ ہو۔ حضرت ابراہیمؑ (ع) نے اپنے فرزندوں کیلئے بھی مقام و منزلت کی درخواست کی اور آپکے فرزندان اگرچہ امامت کی تمام خصوصیات حاصل نہ کرسکے لیکن کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کرسکے۔

## (ب) لوگوں پر حکومت و ولایت

امامت کے امور میں سے ایک لوگوں پر حکومت اور ولایت ہے۔ آیت مبارکہ میں موجود لفظ امام کی دوسری تفسیر اسی معنی میں ہے یعنی امام سے مراد وہ شخص ہے جو امت کے امور میں تدبیر کرے اور انکی سیاست کیلئے کھڑے ہو جائے۔ معاشرے کی اصلاح کرنا، لوگوں کے حقوق پائمال کرنے والوں کو ادب سکھانا، حکومت کیلئے کام کرنے والے افراد کا تعین کرنا، شریعت و قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے سزاؤں کا اجراء کرنا اور دشمنوں سے جنگ کیلئے قدم اٹھانا سب امام کے امور میں سے ہیں۔

حضرت اسماعیلؑ (ع) کے بیٹے اسی معنی میں امام تھے اور کئی سالوں تک حکومت کرتے رہے اور معاشرے کے امور میں تدبیر کرتے رہے۔

امام صادق (ع) نے فرمایا: کہ اسماعیلؑ ایک سو تیس (۱۳۰) سال کی عمر میں انتقال کر گئے اور اپنی مادر گرامی کے ساتھ حجر (اسماعیلؑ) میں دفن ہوئے حضرت اسماعیلؑ (ع) کے بیٹے ہمیشہ والی اور حاکم تھے۔ لوگوں کیساتھ حج کرتے تھے اور انکے دینی امور انجام دیتے تھے یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے جانشین ہوئے تھے اور سرداری کو میراث کے طور پر حاصل کرتے تھے یہ سلسلہ عدنان ابن ادد تک چلتا رہا۔ (6)

بہر حال خانہ خدا کی تعمیر اور اعمال حج کا امامت سے گہرا تعلق ہے۔ لہذا طول تاریخ میں ظہور حضرت بقیۃ اللہ اعظمؑ تک نہ ٹوٹنے والا یہ رابطہ امامت کیساتھ رہے گا۔

## اسلام اور امامت کا حج سے رابطہ

کعبہ اور حج کا امامت سے تعلق اسکی ابتدائی تاسیس و تعمیر کیساتھ منحصر نہیں ہے بلکہ یہ تعلق تسلسل کے ساتھ برقرار ہے۔ یہ ایک ایسا تعلق ہے جو رحلت پیغمبر اکرمؐ کے بعد سرزمین وحی اور حج کے موسم میں معاشرے کے رہبر و امام کے ابلاغ اور مستحکم کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

رسول خدا کو ہجری میں حکومت اسلامی قائم ہونے کے بعد پہلی دفعہ حج کیلئے جانے اور اعمال حج لوگوں کو سکھانے کا حکم ہوا۔ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (7)۔ اور اسکی طرف بلانے کا حکم ہوا (حُدُّوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ) اس سفر میں حضرت علی ابن ابی طالب (ع) کی امامت اور

رہبری کو آپ کے جانشین کے طور پر لوگوں کے سامنے اعلان کرنے کا حکم ہوا ۔

یہ ایک ایسا پیغام تھا کہ اس کے اعلان کے بغیر کار رسالت کا عدم تھا۔ امام محمد باقر (ع) اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ص مِنَ الْمَدِينَةِ وَ قَدْ بَلَغَ جَمِيعَ الشَّرَائِعِ قَوْمَهُ غَيْرَ الْحَجِّ وَ الْوَلَايَةِ فَأَتَاهُ جَبْرِئِيلُ (ع) فَقَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ جَلَّ اسْمُهُ يُقَرِّبُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ إِنِّي لَمْ أَقْبِضْ نَبِيًّا مِنْ أَنْبِيَائِي وَ لَا رَسُولًا مِنْ رُسُلِي إِلَّا بَعْدَ إِكْمَالِ دِينِي وَ تَأْكِيدِ حُجَّتِي وَ قَدْ بَقِيَ عَلَيْكَ مِنْ ذَلِكَ فَرِيضَتَانِ مِمَّا تَحْتَاجُ أَنْ تُبَلِّغَهُمَا قَوْمَكَ فَرِيضَةُ الْحَجِّ وَ فَرِيضَةُ الْوَلَايَةِ وَ الْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِكَ فَإِنِّي لَمْ أُخَلِّ أَرْضِي مِنْ حُجَّةٍ وَ لَنْ أُخَلِّيَهَا أَبَدًا فَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ يَأْمُرُكَ أَنْ تُبَلِّغَ قَوْمَكَ الْحَجَّ وَ تَحُجَّ وَ يَحُجَّ مَعَكَ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا مِنْ أَهْلِ الْحَضَرِ وَ الْأَطْرَافِ وَ الْأَعْرَابِ وَ تُعَلِّمَهُمْ مِنْ مَعَالِمِ حَجَّتِهِمْ مِثْلَ مَا عَلَّمْتَهُمْ مِنْ صَلَاتِهِمْ وَ زَكَاتِهِمْ وَ صِيَامِهِمْ وَ...

رسول خدا 9 مدینہ سے حج پر تشریف لے گئے اسوقت آپ حج اور ولایت کے علاوہ تمام احکام اور شرائع الہی کا ابلاغ کرچکے تھے ، اسوقت جبرئیل آپ کی خدمت میں آئے اور کہا : اے محمد 9 : خداوند متعال آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے میں نے تمام انبیاء و رسل میں سے کسی نبی یا رسول کو دین مکمل اور حجت پر تاکید کرنے سے قبل اسکی روح قبض نہیں کی ہے ، اسوقت آپ کے دین کے دو فرائض باقی رہتے ہیں ، آپ پر لازم ہے کہ انہیں اپنی قوم تک پہنچائیں وہ حج اور آپ کے بعد والی خلافت و ولایت کے فرائض ہیں ، میں نے اپنی زمین کو کبھی اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا ہے اور نہ کبھی خالی رکھوں گا ۔ پس خداوند متعال آپکو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی قوم کو حج کی تبلیغ کریں ۔ اور آپ بھی حج بجالائیں اور مدینہ اور اس کے اطراف کے لوگ اور اعراب میں سے صا حبان استطاعت بھی آپ کے ساتھ حج بجالائیں اور انہیں حج کے آداب کی تعلیم دیجیے طرح آپ نے انہیں نماز ، زکات اور روزے وغیرہ کی تعلیم دیا اور آداب سکھائے (8)

آیا خدا کے اسپیغمبر اور رسول کو معاشرے کے دواہم امور (مناسک حج) اور (ولایت و امامت) کو ایک سفر کے اندر ابلاغ کرنے کا حکم ہونا اندو حقیقت تو بکے درمیان رابطے کی حکایت نہیں کرتا؟

پیغمبر اکرم عازم سفر ہو تے ہیں اور اعمال و مناسک حج بجالاتے ہیں۔ پہلے عرفات میں پھر منیٰ میں مسلمانوں کے عظیم اجتماع میں آپ دوسرے پیغام الہی (ولایت) کے ابلاغ پر مامور ہوتے ہیں لیکن منافقین اور دشمنوں کی سازشوں اور انکی بغاوت کا خوف ہے (۹) یہاں تک کہ (خداوند متعال کی طرف سے) خوف و امید سے بھرا ایک خطاب صادر ہوتا ہے کہ اگر اس پیغام کو نہ پہنچایا تو گویا آپ نے اپنی رسالت انجام ہی نہیں دی اور ہم تمہیں لوگوں کی شر سے محفوظ رکھیں گے۔ **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ - وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ (۱۰)** اسی ترتیب سے کعبہ اور حج کی حضرت ابراہیم (ع) کے توسط سے بنیاد رکھی گئی لیکن کئی سال گزرنے کے ساتھ حج ابراہیمی (ع) ایک بار پھر حج جاہلی میں بدل گیا اور حضرت پیغمبر اسلام اس دفعہ حج ابراہیمی (ع) کو دوبارہ زندہ کرنے پر مامور ہوئے لیکن اسکو زندہ کرنا (امامت و رہبری) کے ساتھ اس کے تعلق کو بتائے بغیر امکان پذیر نہیں تھا ۔ اسی لئے پیغمبر دونوں کا ساتھ ساتھ ابلاغ کرتے ہیں۔ حج ایک ایسی فرصت اور ظرفیت کا حامل ہے کہ اس میں امامت و ولایت کے پیغام کا ابلاغ کیا جاسکتا ہے یہ ایسا پیغام ہے کہ جس کا ابلاغ رسالت رسول خدا کے ساتھ اس طرح کا گٹھ جوڑ ہے کہ اسکا ابلاغ نہ ہونا رسالت کی تبلیغ نہ ہونے کے برابر ہے۔

## حج اور پیغام برائت:-

پیغمبر اسلام بتدریج (آہستہ آہستہ) لوگوں کو حج ابراہیمی (ع) کے لئے آمادہ کرتے ہیں اور آٹھویں ہجری میاب اپنی عظیم فوج کے ساتھ مکہ فتح کر تے ہیں اور حضرت علی ابن ابی طالب (ع) (جو کہ خدا کے حکم کے مطابق پیغمبر کا جانشین اور آنے والا رہبر تھا) کو آپ اپنے دوش پر اٹھاتے ہیں تاکہ آپ کے ساتھ وہ بھی بتوں کو اتار کر توڑیں اور حضرت ابراہیم (ع) کی بت شکنی کی یاد تازہ کریں۔ آیا یہ سب اسی لئے نہیں کہ خدا کے گھر کو بتوں کی نجاست سے پاک کرنے کا کام پہلی دفعہ معاشرے کے امام و رہبر کے ہاتھوں انجام پائے اور ہر ایک کیلئے نمونہ عمل بن سکے۔ توحید کے ہیڈ کوارٹر میں بت کو توڑنا حضرت ابراہیم (ع) کی سیرت اور بنی نوع انسان بالخصوص امت اسلامی کیلئے نمونہ عمل ہے۔ پیغمبر عظیم الشان بھی انکی پیروی کرنے پر مامور تھے لہذا آپ اور آپ کے جانشین نے حضرت ابراہیم (ع) کی پیروی کی اور خدا کے اس عظیم گھر کو بتوں سے پاک کر دیا۔ **قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَهُ (۱۱)**

نویں ہجری میں بھی حضرت علی ابن ابی طالب (ع) کو حکم خدا کے مطابق سورہ برائت کی تبلیغ کیلئے سرزمین وحی اور توحید و یکتا پرستی کے مرکز کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ حضرت علی (ع) کو حکم ہوتا ہے کہ ابو بکر سے پیغام واپس لے کر خود اسکی ابلاغ کیلئے حج کے موسم میں مسلمانوں کے عظیم اجتماع میں اقدام کریں۔ (۱۲) یہ پیغام جسکا ابلاغ خلیل خدا اور توحید کے فداکار اور تاریخ کے بت شکن کی پیروی میں انجام پا تا ہے، ایک ایسی شخصیت کے توسط سے انجام ہوتا ہے جو مقام امامت پر فائز ہونے والی ہے۔ اور امامت کے جتنے امور ہوں گے وہ سب رسول خدا کی رحلت کے بعد انکے توسط سے انجام پائیں گے۔ یہ سب اس گہرے تعلق اور رابطے کی حکایت اور اظہار ہے جس کے ایک طرف کعبہ اور حج اور دوسری طرف معاشرے کے امام و رہبر ہیں اور خداوند سبحان مختلف مناسبات سے اس تعلق کو نمایاں کرتا ہے۔

## حجت الوداع کے موقع پر رسول خدا کے دیئے گئے خطبات کے اہم نکات:

رسول گرامی کے رفتار کی علاوہ آپ کا حجت الوداع کے موقع پر دیا ہوا خطبہ اور اسی طرح مکہ میں یوم الترویہ، عرفات کے میدان، عید الضحی کے روز، ایام تشریق کے دوران اور منی میں یوم النفر کے روز اور صحرائ غدیر میں دئے گئے خطبات، حج اور مختلف امور میں ولایت و رہبری کے درمیان تعلق کی حکایت کرتے ہیں۔ آپ ۹ ایسی تعلیمات کے بارے میں گفتگو فرماتے ہیں جن کی سوائے ولایت و رہبری اور حج کے سایے میں مشق ممکن نہیں ہے۔ (ان میں سے کچھ یہ ہیں)۔

۱۔ وحدت انسانی پر تاکید اور قومی و قبائلی اور ذات پات کے امتیازات کی نفی

۲۔ خواتین اور لڑکیوں کیساتھ انسانی رفتار

۳۔ جاہلیت کے آثار و بقا یا جات کی نفی

۴۔ مسلمانوں کے درمیان اسلامی اخوت و بھائی چارگی کو برقرار رکھنا

۵۔ معاشرے میں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام

۶۔ ثقلین (کتاب و عترت) کیساتھ تمسک کی تاکید

۷۔ حضرت علی ابن ابی طالب (ع) کی امامت اور جانشینی کی بشارت

۸۔ اولاد علی ابن ابی طالب (ع) کی امامت کی بشارت

۹۔ امام و رببر کی پیروی کی تاکید

مذکورہ بالا کلمات (جو آنحضرت 9 نے اس سفر اور سرزمین وحی میں لوگوں کو ابلاغ کردئے تھے) میں دقت اور تامل کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ حج اگر ولایت و رببریکے سائے میہو تو معاشرے کو اصلاح و فلاح کی سمت لے جا سکتا ہے۔

حضرت امام خمینی (قدس سرہ) جو عصر حاضر میں حج ابراہیمی زندہ کرنے والی شخصیت سمجھے جاتے ہیں، فرماتے ہیں

کہ اسلامی معاشرہ کی ہر نسل و قوم کے لئے ضروری ہے کہ ابراہیمی ہوتا کہ امت محمدی کے لشکر سے جاملیں اور متحد ہو کر یث واحد بن جائیں۔ حج اسی توحیدی زندگی کی مشق اور مجسمہ ہے۔

جی ہاں یہی بات ہے کہ ایسی مشق کے بغیر انسانی و الہی اقدار اسلامیمعاشرے میں واقعی طور پر تحقق نہیپاسکتیاور انسانی و الہی اقدار کی تمرین اور مشق فقط حج ابراہیمی (ع) اور محمدی 9 میامکان پذیر ہے۔

### ولایت سے وابستگی قبولیت حج کی شرط

ولایت و حج کے مابین باہمی تعلق کی اور بھی علامتیں ہیں۔ زید شحام کہتا ہے کہ قتادہ ابن دعامہ امام باقر (ع) کی خدمت میں آیا وہ بصرہ والوں میں فقیہکے عنوان سے معروف تھا۔ امام (ع) نے اس سے آیت مبارکہ وَ قَدَرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سَيْرُوا فِيهَا لِيَالِي وَ أَيَّاماً آمِنِينَ (۱۷) کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آدمی جو اپنا حلال زاد و راحلہ لے کر مکہ جاتا ہے وہ امان میں ہوتا ہے امام (ع) نے فرمایا: «وَيَحَكَ يَا قَتَادَةُ ذَلِكَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ بِزَادٍ وَ رَاحِلَةٍ وَ كِرَاءٍ حَلَالٍ يَرُومُ هَذَا الْبَيْتَ عَارِفًا بِحَقِّنَا يَهْوَانَا فَلَبُّهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ- فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ» (۱۸) اس کے بعد آپ نے فرمایا : یہاں قلوب کے مائل ہونے کا مطلب کعبہ کی طرف نہیں ہے اگر ایسا ہو تاتو ضمیر مفرد لائی جاتی یعنی (الیہ) فرماتے نہ کہ جمعیعنی (الیہم) نہ فرماتے۔ خدا کی قسم ابراہیم (ع) نے جس چیز کی طرف قلوب مائل ہونے کی دعوت دی ہے وہ ہم ہی ہیں۔ اگر ایسا ہوتو اسکا حج قبول ہوگا ورنہ قبول نہیہوگا اور ایسے شخص کو روز قیامت جہنم سے امن نہیں ملے گا۔ (۱۹) آپ ملاحظہ کیجئے کہ ولایت و رببری جو حق ائمہ ہے اسکی معرفت اور پہچان اور انکی طرف دل کا مائل ہونا ایسے شخص کے حج کی قبولیت کی شرط ہے جو اپنا حلال زاد و راحلہ لے کر بیت اللہ الحرام کی طرف جاتا ہے اور قیامت کے روز امان اس سے وابستہ ہے۔

### ولایت سے وابستگی حج تکمیل ہونے کی شرط

بعض احادیث میامام زمانہ سے ملاقات اور انکی اطاعت اور حمایت کے لئے تیار ہونے کے اعلان کو حج کی تکمیل کیلئے شرط شمار کیا گیا ہے۔ امام محمدباقر (ع) اس بارے میفرماتے ہیں «فَعَالٌ كَفَعَالِ الْجَاهِلِيَّةِ أَمَا وَ اللَّهُ مَا أَمَرُوا بِهِذَا وَ مَا أَمَرُوا إِلَّا أَنْ يَقْضُوا نَفْسَهُمْ وَ لِيُوفُوا نُذُورَهُمْ (20) فَيَمُرُوا بِنَا فَيُخْبِرُونَا بِوَلَايَتِهِمْ وَ يَعْرِضُوا عَلَيْنَا

یعنی (حج کے ) یہ اعمال زمانہ جاہلیت کے اعمال جیسے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم لوگوں کو حج کا حکم نہیں ہوا ہے مگر اس لئے کہ مناسک و اعمال حج اور حلق و تقصیر کے اعمال بجالاتیں اپنے کئے ہوئے عہدوں اور نذروں کو ادا کریں (یعنی امام (ع) سے ملاقات کیلئے آئیں) اور ہم سے ملاقات کریں اور ہمارے ولایت اور محبت کے بارے میں اطلاع دیں اور اپنی نصرت و مدد کو ہمارے لئے پیش کریں۔ امام باقر (ع) جاہلیت کے اعمال اور ظہور اسلام کے بعد کے حج کے اعمال میں جس عمدہ ترین فرق کے قائل اور جس چیز کو معین فرماتے ہیں وہ (امامت و ولایت) ہے۔ امام (ع) کے اعلیٰ اہدافتک پہنچنے کے لئے امام سے محبت و ارادت کا اظہار اور اسکی نصرت کے لئے تیار ہونے کا اعلان وغیرہ۔ حقیقت میں کونسا راز و رمز امامت و ولایت میں چھپا ہوا ہے جو حج ابراہیمیؑ کو حج جاہلی سے مختلف و ممتاز بنادے؟

## حرم الہی میں امن کی رہبر و امام سے وابستگی

بعض احادیث میں حرم پاکمیں امن جو کہ حضرت ابراہیم (ع) کی درخواست سے برقرار ہوا تھا، اسے حضور امام اور امام کیساتھ وابستگی کو جانا گیا ہے۔ جب حجاج نے منجنيق کے ذریعے کعبہ کو بند کر دیا اور ابن زبیر کعبہ کے اندر تھا تو اس وقت امام صادق (ع) نے آیت مبارکہ «و من دخله کان آمناً» کے بارے میں ابو حنیفہ سے سوال کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں مراد کونسا امن ہے؟ ابو حنیفہ اس کے جواب دینے سے عاجز آگیا امام (ع) نے فرمایا: «سَيُرَوْنَ فِيهَا لَيَالِي وَ أَيَّاماً آمِنِينَ» (22) یعنی مع قائلنا أهل البيت «ومن دخله كان آمناً» (23) فمن بايعه و دخل معه و مسح يده و دخل في عقده اصحابه کان آمناً» (24)

ترجمہ - ان دیہاتوں اور شہروں میں دن رات مکمل امن و امان سے سفر کریں یعنی ہم اہل بیت کے قائم کے ساتھ «اور جو بھی اس ( بیت اللہ الحرام) میں داخل ہوگا امن پائے گا» پس جو بھی ہمارے قائم کی بیعت کرے گا اور انکے ساتھ خانہ خدا میں داخل ہوگا اور انکے ہاتھ تھا مے ہوگا اور انکی مدد کرنے والوں کے عقد و پیمان میں شامل ہوگا تو امن پائے گا۔ شاید یہاں امام (ع) کا مقصد اس نکتہ کو بیان کرنا ہو کہ امام زمانہ (ع) کی بیعت اور انکی نصرت و حمایت سے خانہ خدا میامن برقرار ہوگا۔ پھر اسکے نتیجے میں اس سر زمین پر انکو حاکمیت حاصل ہوگی۔ جسکا گواہ یہ ہے کہ مختلف زمانوں میں ظالم حکمرانوں کی حاکمیت نے اس امنیت کو مخدوش کیا ہے یہاں تک کہ امام حسینؑ (ع) جیسی عظیم شخصیت کو بھی اس سرزمین میں شہید کرنے کی دہمکی دی گئی ہے۔

## حج کا امامت کیساتھ دائمی تعلق

نہ فقط کعبہ و حج کی بنیاد اپنی بقاء کو دوام دینے میں امامت و رہبری کیساتھ گہرا رابطہ رکھتی ہے بلکہ انکی ابدی سرنوشت کا بھی ولایت و رہبری کیساتھ گہرا گٹھ جوڑ ہے۔ امام عصر منجی عالم بشر (عج) کا ہر سال موسم حج میں حاضری ہونا، اور مسلمانوں کے رفتار و کردار پر نظارت، اور پھر آخر میاس سرزمین وحی میں خانہ خدا سے



آپ (ع) کا ظہور ہونا، اور مقام ابراہیم سے توحید کی صدا بلند کرنا، اور سب کو توحید کی طرف دعوت دینا، (۲۵) مسجد الحرام اور رکن و مقام کے درمیان (۲۶) میں اپنے یاران سے بیعت لینا، اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ حج اور امامت کے درمیان گہرا اور ابدی رابطہ ہے۔ وحی کی سرزمین اور خانہ خدا سے شرک و کفر، اور ظلم و بے عدالتی کے خلاف وسیع و عریض مقابلے کا آغاز ہوگا۔ بعض روایتوں میں آیہ مبارکہ **وَ آذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِٗ اِلٰی النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ** (27) میں ((یوم الحج الاکبر) سے مراد امام زمانہ (عج) کے ظہور کو قرار دیا گیا ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے (ظلم کے خلاف) قیام کرنے کی دعوت کردیں گے (۲۸) سرزمین وحی، توحید اور شرک و بت پرستی کے مقابلہ کا مرکز ہوگی۔ جس طرح حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت محمد نے اس مرکز سے اپنے اہداف کی طرف حرکت کا آغاز کر دیا تھا۔ اسی لئے امام زمانہ بھی اسی سرزمین سے اپنی حرکت کا آغاز کرے گا۔ لہذا یہ اس سرزمین مرکز توحید اور حج ابراہیمی کا امامت سے رابطہ ہونے کی نشانی ہے۔

### حکومت اسلامی کے سائے میں حج ابراہیمی (ع) ادا کرنا

ان متعدد مظاہر کے علاوہ جو حج اور امامت کے درمیان رابطہ کے متعلق بیان ہوئے۔ ابتدائی طور پر حج ابراہیمی اور حج محمدی کو ان کے تمام خصوصیات کے ساتھ انجام دینا حکومت اسلامی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ خصوصاً حج کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے امیر الحجاج کا کردار بہت اہم ہے۔ حج کے موسم میں امیر الحجاج کی مختلف جہات سے ضرورت اور صدر اسلام سے اسلامی حاکموں اور بعد کے حاکموں کا امیر الحجاج کو منصوب کرنا حج میں حکومت کے کردار کو اجاگر کرتا ہے اور حکومت کے نہ ہونے سے حج کے مراسم امیر کے بغیر تو پا ئیں گے لیکن ان کے بہت سارے اہداف حاصل نہ ہو پائیں گے۔

طویل تاریخ سے اسلامی حکمران ایک صالح شخص کو امیر الحجاج کے عنوان سے منصوب کرنے کے مقید رہے ہیں۔ انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد انقلاب اسلامی کے رہبر حضرت امام خمینی (قدس سرہ) کی طرف سے اس خاص نظریے کے ساتھ جو آپ حج اور حاجیوں کے پیغام کے متعلق رکھتے تھے اور جسکی روشنی میں حج کے اندر ایک بڑی تبدیلی آتی ہے دشمن اور نادان دوستوں کی طرف سے پیش آنے والے بہت ساری رکاوٹوں کے باوجود کم از کم ایرانی حاجیوں کے لئے ایک سرپرست و امیر کا منصوب کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ فقط حکومت ہی اس کام کو انجام دے سکتی ہے اور بغیر حکومت کے ممکن نہیں ہے۔

### حوالہ جات:

بقرہ: 124

علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج: 12، ص: 113

امین الاسلام، طبرسی، مجمع البیان، ج: 1، ص: 200

ایضاً



بحار الانوار، ج:12، ص:125-127

ايضاً

سوره حج:27

ابو منصور طبرسي، احتجاج، ج:1، ص:134

ايضاً ، ص: 135-139

مأئده:67

بحار الانوار، ج:21، ص:275

ممتحنه:4

ابن شعبه حراني، تحف العقول، ص:30

على ابن ابراهيم، تفسير القمي، ج:1، ص:171

تحف العقول، ص:30

امام خميني، صحيفه نور، حك20، ص:228

سبأ:18

ابراهيم:37

بحار الانوار، ج:24، ص:237

20- حج:29

21- الحويزي، تفسير نور الثقلين، ج:3، ص:491

22- سبأ:18

23- آل عمران:97

24- شيخ صدوق، علل الشرائع، ص:89

25- بحار الانوار، ج:51، ص:59

26- ايضاً ، ج:12، ص:304

27- توبه:5

28- عياشي، تفسير عياشي، ج:2، ص:76